Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum.e.Islamia/index
ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
E-Mail: muloomi@iub.edu.pk Vol.No: 30,Issue:01 .(January-July) 2023
Published by:Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

خواتین کے معاشرتی مسائل اور اُن کا حل؛اُردو فتاویٰ جات کا اختصاصی مطالعہ

Women's Social Issues & their Solutions; A Specific Study of Urdu Fatwas

Farhana Riaz,
Ph.D Research Scholar, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur.
sweetfari816@gmail.com
Dr. Umm-e-Laila,
Lecturer, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur.
ummelaila@gscwu.edu.pk

Women are faced with many problems in every aspect of life. Efforts are made to keep women away from the social, economic and social aspects of life. Even today, in some areas, girls' lives end when they leave their parents' homes their life in the in-laws begins with a different story. The conditions there are completely different from the parents' house, they have to eat, drink, sit, get up according to someone else's will. Due to the inflation, she steps out of the house for employment, then she faces many difficulties and problems there as well. In this article, the modern social problems of women such as the mixed education environment, the problem of living in a hostel without Muharram, the problem of women's employment will be researched and evaluated, what are the opinions of the jurists regarding these problems and What are the rules for women in Islam.

Keywords: Urdu Fatwas, Women's, Social Issues, Womens empowerment.

تعارف:

زندگی کے ہر پہلو میں عورتوں کو بہت سے مسائل سے واسطہ پڑتا ہے۔زندگی کے معاشرتی، معاشی اور سماجی معاملات سے خواتین کو دور رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔عصر حاضر میں بھی بعض علاقہ جات میں لڑکیوں کی زندگی اسی وقت ختم ہو جاتی ہے جب وہ اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہوتی ہیں۔ سسرال میں ان کی زندگی ایک الگ کہانی سے شروع ہوتی ہے۔وہاں کے حالات والدین کے گھر سے

یکسر مختلف ہوتے ہیں، کسی اور کی مرضی سے کھانا پینا، بیٹھنا، اٹھنا ہوتا ہے۔ اور جب کبھی عورت گھریلو حالات، غربت، محرومیوں اور مہنگائی کے باعث بے بس ہو کر روزگار کے لیے گھر سے باہر قدم رکھتی ہے تو وہاں بھی اس کو بہت سی مشکلات و مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ پہلی بات ملازمت کا حصول آسانی سے نہیں ہوتا اور اگر بالفرض جاب ہو بھی جائے تو معاشرے میں مرد حضرات کی حاکمیت کی بناء پر جنسی تفریق کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اس متنوع گھریلو ماحول کی بناء پر رشتے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور طلاق کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ایک طرف جنسی اور اجتماعی زیادتی کے واقعات بھی بڑھ رہے ہیں۔ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ اگر خواتین پر تشدّد کیا جائے تو اکثر خواتین ظلم سہتی یا پھر خودکشی کر لیتی ہیں، کیونکہ انہیں معلوم ہیں کہ یہ معاشرہ مردوں کا ہے، خواتین پر روا رکھے جانے والے ظلم و تشدّد کے اکثر واقعے رپورٹ ہی نہیں ہوتے۔ پاکستان میں وٹہ سٹہ، ونی، جنسی زیادتی اور جاہلانہ رسوم انتہاء کی بلندی پر ہیں۔ عورتوں کو بُرے ناموں سے بلانا، راہ چلتی خواتین پر آوازیں کسنا، سوشل میڈیا کے ذریعے ان کا مذاق اُڑانا، بلیک میل کرنا ایک معمول بن گیا ہے۔ اگر کسی کے ساتھ جنسی زیادتی ہو تو غیرت کے نام پر اس کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس مقالہ میں خواتین کے معاشرتی مسائل پر اردو فتاویٰ جات کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے قبل اس موضوع پر کام **"خواتین کے مسائل اور حل موجودہ حالات کے تناظر میں** "از بشریٰ ناہید۔ **"خواتین کے مخصوص مسائل** "از صالح بن فوزان الفوزان۔ **"پاکستانی عورت کے معاشی مسائل اور کردار** "(مقالہ برائے ایم فل) مقالہ نگار حافظہ ہاجرہ مدنی۔ **"خواتین کے لیے جدید مسائل** "از مفتی احسان اللہ شائق، طرز پر کیا گیا ہے لیکن **"خواتین کے معاشرتی مسائل سے متعلق اردو فتاویٰ جات کا تحقیقی جائزہ** "اس موضوع پر اس سے پہلے کوئی کام نہیں ہوا۔

عورتوں کا مردوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے بارے میں شرعی حکم

یہ حقیقت ہے کہ خواتین اور مردوں کا مل کر ایک ساتھ کرنا مذموم اختلاط اور خلوت کا سبب ہے اور یہ ایک خطرناک بات ہے۔ اس کے نتائج انتہائی دورس اور خطرناک ہوتے ہیں۔ خواتین کا مردوں کے ساتھ مل کر کام کرنا قرآن کی صریح نص کے خلاف ہے، جس میں عورت کو چاردیواری تک محدود رکھا گیا ہے اور عورت کو ایسے اعمال کرنے کی تلقین کی گئی ہے جس مقصد کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ بہت سے صریح دلائل ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عورت اور مرد کی خلوت نشینی اور محرمات کو دیکھنے کو حرام قرار دیتے ہیں، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا"[1]

"اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو اے (پیغمبر کے) اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔ اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو بے شک خدا باریک بین اور باخبر ہے۔"

اور ارشاد فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا"[2]

"اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں، یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (وامتیاز) ہو گا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ"[3]

"مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے (اور) جو لوگ یہ کام کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں کے سوا۔"

ایک اور جگہ ہے:

"وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ"[4]

"جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے درمیان پاکیزگی کی بات ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ:الحَمْوُ المَوْتُ"[5]

"اپنے آپ کو اجنبی خواتین کے پاس جانے سے بچاؤ، پس انصار کے لوگوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خاوند کے بھائی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ موت ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی خواتین سے اختلاط سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

"فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ"[6] "ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

"مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ"[7]

"میں نے اپنی امت میں اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں دیکھا۔"

مندرجہ بالا آیات واحادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایسے اختلاط سے دور رہنا چاہیے جو فتنہ کا سبب ہو اور خاندان ومعاشرہ کی بربادی کا سبب ہو۔ اگر خواتین گھریلو کام کاج میں مصروف رہیں، درس وتدریس اور عورتوں کے متعلق دیگر شعبہ ہائے حیات میں کام کریں تو انہیں مردوں کے ساتھ اختلاط کی ضرورت نہیں رہے گی۔[8]

مخلوط نظام تعلیم میں پڑھنے کے لیے جانے کا شرعی حکم

اسلامی شریعت کی رو سے خواتین اور مردوں کا بلاضرورت میل جول ناجائز ہے اور اس سے اجتناب ضروری ہے۔ اس لیے حکومت اور ہمارے اسلامی معاشرے کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے علیحدہ تعلیمی ادارے بنائیں۔ اور جہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے تعلیم کا الگ نظام موجود ہے وہاں مخلوط تعلیمی اداروں میں جانا درست نہیں ہے۔ اور اگر کسی جگہ الگ تعلیمی ادارے نہ ہوں بلکہ ایک ہی ادارہ ہو تو منتظمین کو چاہیے کہ وہ لڑکے اور لڑکیوں کے لیے الگ کلاسز کا بندوبست کریں اور لڑکوں کو مرد حضرات پڑھائیں اور لڑکیوں کی خواتین اساتذہ تعلیم دیں۔

والدین کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت اور متعلقہ تعلیمی اداروں کے منتظمین سے الگ الگ تعلیمی اداروں کے قیام کا مطالبہ کریں۔ اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو مخلوط تعلیمی اداروں میں بامر مجبوری درج ذیل شرائط کا خیال رکھتے ہوئے تعلیم دی جائے:

- لڑکیاں کا پردے کا اہتمام کریں۔
- لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے بیٹھنے کے لیے الگ الگ نشستیں ہوں۔
- لڑکے اور لڑکیوں کی نشستوں کے درمیان کوئی پردہ، بورڈ وغیرہ حائل ہو۔
- اور اگر اختلاط مجبوری ہو تو دونوں فریقین (لڑکے اور لڑکیاں) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:
- اگر لڑکیوں کو پڑھانے کے لیے مرد استاد ہو بہتر ہے کہ درمیان میں پردہ ہو، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر استاد اپنی نگاہیں نیچی رکھے۔ "قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ "[9]۔"مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔" اسی طرح اگر خاتون استاد لڑکوں کو پڑھائیں تو وہ بھی پردے کا مکمل اہتمام کریں اور اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ مزید ارشاد ہے:"وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ"[10]۔"مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔"
- جب تک مخلوط تعلیمی اداروں میں جانے والے طلبا وطالبات کو الگ الگ تعلیمی ادارے میسر نہیں آتے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور استغفار کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اس نظام کو دل سے برا سمجھتے ہوئے اس کی تبدیلی اور متبادل نظام لانے کے لیے ہر سطح پر اپنی ممکنہ کوششیں بھی جاری رکھنی چاہئیں۔[11]

مخلوط نظام تعلیم میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی حدود

ایسے تعلیمی ادارے جہاں لڑکیوں اور لڑکوں کو مخلوط تعلیم دی جاتی ہے، شریعت کے خلاف ہیں۔ اس میں درج ذیل مفاسد ہیں:

1۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ ایک کمرے میں ایک اجنبی مرد اور طالبہ ایک ساتھ ہوتے ہیں اور ان کے پاس کوئی تیسرا نہیں ہوتا اور حدیث نبوی ﷺ کے مطابق دو اجنبی مرد اور عورت کی خلوت جائز نہیں۔ جیسا کہ روایت ہے:

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ،فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ، قَالَ:الحَمْوُ المَوْتُ وَفِي البَاب عَنْ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَعَمْرِو بْنِ العَاصِ.: حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَإِنَّمَا مَعْنَى كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ عَلَى نَحْوِ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ"[12]

"حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس داخل ہونے سے بچو، انصار میں سے ایک آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ حمو (یعنی شوہر کا باپ، بھائی اور عزیز واقارب) کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حمو تو موت ہے۔ اس باب میں حضرت عمر اور جابر، عمرو بن عاص سے بھی روایت ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر کی حدیث حسن صحیح ہے عورتوں کے پاس داخل ہونے سے ممانعت کا مطلب اسی طرح ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی تنہا عورت کے پاس ہو تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

2۔اس مخلوط تعلیم کے دوران نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنے کی نوبت بھی آتی ہے، اور کسی مرد یا عورت کے لیے جائز نہیں کہ بلاضرورت نامحرم کو دیکھے۔

یہی وجہ ہے کہ ایسے تعلیمی ادارے جہاں مخلوط تعلیمی نظام ہو، قائم کرنا شرعاً جائز نہیں۔ شرعی پابندی کے علاوہ معاشرت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ تعلیمی ادارے جدا جدا ہوں۔

اگر مخلوط ادارے میں تعلیم حاصل کرنا مجبوری ہو تو درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے:

- کسی بھی نامحرم (عورت نامحرم مرد اور مرد نامحرم عورت) کے ساتھ کبھی بھی اکیلے کمرے میں نہ رکیں اور نہ اکیلے میں ملاقات کریں۔
- دورانِ تعلیم نامحرم کے چہرے کی طرف نگاہ نہ اٹھے۔
- نامحرم کے ساتھ (یعنی لڑکی لڑکے کے ساتھ یا پھر لڑکا لڑکی کے ساتھ) پڑھائی کرنے کی بجائے صرف اپنے ہم جنس کے ساتھ پڑھائی کریں۔
- اگر ضرورتاً کسی نامحرم سے بات کرنی پڑ جائے تو بقدر ضرورت بات کی جائے، بلاضرورت بات، ہنسی مذاق سخت گناہ ہے۔ بلاضرورت دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

الدر المختار میں ہے:

"إِلَّا مِنْ أَجْنَبِيَّةٍ فَلَا يَحِلُّ مَسُّ وَجْهِهَا وَكَفِّهَا وَإِنْ أَمِنَ الشَّهْوَةَ؛لِأَنَّهُ أَغْلَظُ الي قوله وَفِي الْأَشْبَاهِ:الْخَلْوَةُ بِالْأَجْنَبِيَّةِ حَرَامٌ رَأَيْت فِي مُنْيَةِ الْمُفْتِي مَا نَصُّهُ: الْخَلْوَةُ بِالْأَجْنَبِيَّةِ مَكْرُوهَةٌ وَإِنْ كَانَتْ مَعَهَا أُخْرَى كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ"[13]

"غیر محرم عورت کے علاوہ اس کے چہرے اور ہتھیلی کو چھونا جائز نہیں، خواہ اس کا تعلق شہوت سے ہو، کیونکہ وہ اپنی باتوں میں زیادہ سخت ہے، میں نے مفتی صاحب کی خواہش پر یہ دیکھا: غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت میں رہنا ناپسندیدہ ہے، اگرچہ اس کے ساتھ کوئی دوسری ناپسندیدہ عورت بھی ہو۔"

مزید لکھتے ہیں:

"وَفِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ مَعْزِيًّا لِلْجَوْهَرَةِ: وَلَا يُكَلِّمُ الْأَجْنَبِيَّةَ إلَّا عَجُوزًا عَطَسَتْ أَوْ سَلَّمَتْ فَيُشَمِّتُهَا لَا يَرُدُّ السَّلَامَ عَلَيْهَا وَإِلَّا لَا انْتَهَى، وَبِهِ بَانَ أَنَّ لَفْظَهُ لَا فِي نَقْلِ الْقُهُسْتَانِيِّ، وَيُكَلِّمُهَا بِمَا لَا يَحْتَاجُ إلَيْهِ زَائِدَةٌ فَتَنَبَّهْ"[14]

"اور شرنبلیہ میں جواہرات کو تسلی دینے والا ہے: وہ کسی اجنبی عورت سے بات نہیں کرتا سوائے اس بوڑھی عورت کے جس کو چھینک آتی ہے یا بچہ پیدا ہوتا ہے، تو وہ اسے سونگھتا ہے اور اسے نہیں دیکھتا، اس پر سلام ہو، ورنہ یہ ختم نہیں ہو گا۔ اور یہ واضح ہے کہ اس کا کلام القہستانی کی نشریات میں نہیں ہے اور وہ اس سے وہ بات کرتا ہے جس کی اسے ضرورت نہیں ہے اور وہ جھوٹا ہے۔"[15]

ہاسٹل میں رہائش سے متعلق فتاویٰ جات

کیا دینی تعلیم کے حصول کے لیے لڑکیوں کا گھر سے دور مدرسے کے ہاسٹل میں رہنا ٹھیک ہے؟ جو اسلام حج کے مقدس سفر کے لیے بھی عورت کو اکیلے جانے کی اجازت نہیں دیتا وہ اسے گھر بغیر محرم کے سالوں تک گھر سے دور رہنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ اگر مدرسے کے ہاسٹل میں رہنا جائز ہے تو یونیورسٹی کے ہاسٹل میں رہنا جائز کیسے ہے؟

اسلام علم و معرفت کا دین ہے اور جہالت و ناخواندگی کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام بلا تفریق مرد و عورت کی تعلیم کا قائل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ"[16]

"کہہ دیجیے: کیا علم والے اور بغیر علم والے برابر ہو سکتے ہیں، بے شک نصیحت تو عقل والوں کے لیے ہے۔"

اس آیت میں مطلقا اہل علم کا ذکر کیا گیا ہے، مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں، برتری صرف علم والے کو حاصل ہے، اب وہ مرد ہو یا عورت۔ اور احادیث نبویہ ﷺ میں خواتین کو تعلیم دینے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَانَتْ لَهُ ابْنَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَوْسَعَ عَلَيْهَا مِنْ نِعَمِ اللهِ الَّتِي أَسْبَغَ عَلَيْهِ، كَانَتْ لَهُ مَنَعَةً وَسُتْرَةً مِنَ النَّارِ"[17]

"حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کی بیٹی ہو اور اس نے اس کو اچھا ادب سکھایا اور اچھی تعلیم دی اور اس پر اللہ کی نعمتوں کو وسیع کیا جو اللہ نے اس کو دیں، تو وہ بیٹی اس کے لیے جہنم سے رکاوٹ بنے گی۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"قَالَ عَطَاءٌ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ المَرْأَةُ تُلْقِي القُرْطَ وَالخَاتَمَ، وَبِلاَلٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ"[18]

"حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال تھے۔ آپ ﷺ نے یہ گمان کیا کہ عورتوں نے خطبہ نہیں سنا پس آپ ﷺ نے ان کو نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا۔ تو کوئی عورت بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگی اور حضرت بلال اپنے کپڑے کے پلّو میں ڈالنے لگے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس نبوی ﷺ میں خواتین بھی موجود تھیں لیکن کسی وجہ سے وہ آپ ﷺ کا وعظ سن نہیں سکیں تو آپ ﷺ نے باہر آکر ان کو الگ نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا تو خواتین نے اپنے زیورات صدقہ کیے۔

ایک اور حدیث مبارکہ ہے جس میں آپ ﷺ نے لونڈی یا باندی کو تعلیم دینے کا دوہرا ثواب بیان فرمایا:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ"[19]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس کوئی باندی ہو، پس وہ اس کو اچھا ادب سکھائے، اچھی تعلیم دے، پھر آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔"

جب حضور اکرم ﷺ نے لونڈی کو تعلیم دینے پر دوگنے اجر کی خوشخبری دی تو پھر حقیقی بیٹی کی تعلیم سے کیسے منع کیا جاسکتا ہے، بلکہ بیٹی کی تعلیم و تربیت کرنا تو بدرجہ اولیٰ بہترین عمل ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ عُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"[20]

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"

آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے: قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا"[21]

"تم کو خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روزِ قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔"

جب آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے ایک بہترین نمونہ ہے تو پھر عورتوں کی تعلیم و تربیت سے متعلق آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنی چاہیے۔ حضور ﷺ نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک خاص دن مقرر کیا: حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ: مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلاَثَةً مِنْ وَلَدِهَا، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَتَيْنِ؟ فَقَالَ: وَاثْنَتَيْنِ"[22]

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عورتوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: مرد ہم پر غالب آگئے آپ کی جانب سے، پس ہمارے لیے ایک دن مقرر کردیں اپنی طرف سے، پس آپ ﷺ نے ایک دن کا وعدہ فرمالیا، ان سے ملے اور ان کو

نصیحت فرمائی اور ان کو اوامر بتائے،اس کے ساتھ ہی ان سے فرمایا:کوئی عورت ایسی نہیں ہے تم میں سے جو اپنے تین بچے آگے بھیجے(یعنی فوت ہو جائیں)تو وہ اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گے،پس ایک عورت نے کہا اگر دو ہوں؟فرمایا کہ دو بچے بھی۔"

مندرجہ بالا حدیث کے مطابق بھی تعلیم حاصل کرنے میں مرد و عورت برابر ہیں،کسی کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ یہ حکم عام ہے اور تمام مسلمان(مرد و عورت)کو شامل ہے۔جیسا کہ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[23]

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

اس آیت میں حکم عام ہے۔کسی کی تخصیص نہیں کی گئی بلکہ علم کا حاصل کرنا سب پر فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

مندرجہ بالا آیات واحادیث سے واضح ہوا کہ اسلامی شریعت میں خواتین بھی مردوں کی طرح تعلیم حاصل کرنے کا حق رکھتی ہیں۔لڑکیوں کے لیے دینی تعلیم کا جائز اور عصری تعلیم کا نہ جائز ہونا اسلام کا تصور تعلیم نہیں،اسلام میں تعلیم کی کوئی تقسیم بندی نہیں۔ دنیا میں کسی جگہ دینی و دنیاوی تعلیم میں کوئی فرق نہیں،تمام مدارس میں ہر طرح کے علوم پڑھائے جاتے ہیں۔حضور ﷺ نے جنگ بدر کی کافر قیدیوں کو آزادی حاصل کرنے کے لیے جن کے پاس فدیہ نہیں تھا،مسلمانوں بچوں کو پڑھانے کا حکم دیا اور وہ عصری تعلیم تھی،قرآن وسنّت کی تعلیم نہیں تھی۔ابن سعد اپنی کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں لکھتے ہیں:

"وَبَلَغَ فِدَاءُ أَهْلِ بَدْرٍ يَوْمَئِذٍ أَرْبَعَةَ آلافٍ فَمَا دُونَ ذَلِكَ. حَتَّى إِنْ كَانَ الرَّجُلُ يُحْسِنُ الْخَطَّ فُودِيَ عَلَى أَنْ يُعَلِّمَ الْخَطَّ."

"جنگ بدر میں 70 کفار قیدی بنائے گئے،ان کی رہائی کے لیے چار ہزار فدیہ مقرر کیا گیا جو قیدی 4 ہزار درہم دے گا وہ آزاد ہے۔مگر اس رقم کے بدلے آپ ﷺ نے تعلیم کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:جو قیدی فدیہ ادا نہیں کر سکتا وہ مدینہ کے دس بچوں کو پڑھائے اور آزادی حاصل کرلے۔"[24]

آپ ﷺ نے بلا تفریق عورتوں کی تعلیم وتربیت کو اہم اور ضروری قرار دیا۔مردوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی بھی اچھی تعلیم اور تربیت بہت ضروری ہے۔ایک اچھا معاشرہ اسی وقت تشکیل پذیر ہو گا جب اس میں بلا تفریق خواتین کی تعلیم اور اچھی تربیت پر توجہ دی جائے گی۔خواتین زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہیں اور یہ تب ممکن ہے جب ان کو قدیم وجدید تعلیم سے روشناس کرایا جائے۔عہد نبوی ﷺ میں بھی خواتین ہر محاذ پر مردوں کی مدد میں پیش پیش ہوتیں،حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ:غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ، فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأُدَاوِي الْجَرْحَى، وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى"[25]

"حضرت امّ عطیہ انصاریہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی،ان کے سفروں میں ان کے پیچھے رہتی،ان کے لیے کھانا بناتی،زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کے علاج کا انتظام کرتی تھی۔"

عصر حاضر میں بھی بہت سارے شعبہ جات(نرسنگ،گائنی،لیڈی ڈاکٹر وغیر)میں خواتین کی بہت ضرورت ہے تاکہ ہنگامی حالات میں عورتیں اپنا اہم کردار ادا کر سکیں۔خواتین سے متعلق شعبہ جات میں ان کو ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے ان کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے،لہذا دین اسلام خواتین کی دینی ودنیاوی تعلیم کا خواہاں ہے۔

لڑکیوں کا محرم کے بغیر ہاسٹل میں رہ کر سالوں تک تعلیم حاصل کرنا جائز کیسے؟ جبکہ بغیر محرم حج پر جانا تو جائز نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے نفس مسئلہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لاَ تُسَافِرِ المَرْأَةُ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ"[26]

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر اپنے محرم کے ساتھ۔"

پرانے زمانے میں سفر بہت مشکل اور خطرناک ہوتے تھے۔ زیادہ تر سفر پیدل یا اونٹوں اور گھوڑوں کے ذریعے کیا جاتا تھا، ایک شہر سے دوسرے شہر جانے میں کئی ہفتے اور مہینے لگ جاتے تھے۔ اور سفر کے دوران جنگلوں اور بیابانوں سے گزر ہوتا تھا اور سفر کے دوران چوروں اور ڈکیتوں کا بھی خطرہ ہوتا تھا، اسی بناء پر آپ ﷺ نے خواتین کو محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع کیا تاکہ اس کی عزّت وعصمت محفوظ رہے۔ جبکہ ایک اور حدیث میں ہے:

"آپ ﷺ نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **هَلْ رَأَيْتَ الحِيرَةَ؟**"

"کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، لیکن اس کے بارے میں سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيرَةِ، حَتَّى تَطُوفَ بِالكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ"

"اگر تمہاری زندگی نے وفا کی تو تم دیکھو گے کہ ایک بوڑھی عورت حیرہ سے آئے گی، یہاں تک کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔"

"قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ إِلَّا اللَّهَ"[27]

پھر حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے دیکھا ایک بوڑھی عورت حیرہ سے آئی، یہاں تک کہ اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ تھا۔"

اس حدیث میں امن قائم ہونے پر اس بوڑھی عورت کا اکیلے سفر کا ذکر ہے۔ یعنی اس وقت عزّت وعصمت محفوظ ہو چکی تھی اور سفر میں عورت کے ساتھ محرم کی شرط حفاظت اور دیکھ بھال کے لیے تھی۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں بہت سی سہولیات میسّر اور اتنا مضبوط سکیورٹی سسٹم موجود ہے۔ حج کے لیے باقاعدہ گروپ بنائے جاتے ہیں جو محرم کی طرح عورت کو تحفظ مہیا کرتے ہیں اور عورتوں کو اس طرح کے مسائل وخطرات کا سامنا نہیں ہے۔ ریاست کی طرف سے ملنے والی حفاظت ایک طرح سے محرم بن گئی ہے۔ ان حالات میں عورت محرم کے بغیر سفر کر سکتی ہے اور حج پر جا سکتی ہے۔[28]

دین اسلام نے مرد اور عورت کو اپنی عزّت کی حفاظت اور شرم وحیاء کا حکم دیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ"[29]

"مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے، بے شک اللہ خبر رکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔"

اسی طرح عورتوں سے فرمایا:

"قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ"[30]

"مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے (اور) جو لوگ یہ کام کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں کے سوا۔"

حدیث میں حیاء کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ"[31]

"حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان کا حصہ ہے۔"

مدرسہ ہو، کالج ہو یا یونیورسٹی، اگر ادارے کے منتظمین لڑکیوں کو تحفظ فراہم کریں اور ان کی عصمت و حفاظت کی ضمانت دیں تو لڑکیاں بغیر محرم کے ہاسٹل میں رہائش اختیار کر سکتی ہیں۔ اور اگر کسی ادارے میں یہ سب تحفظات حاصل نہ ہوں تو پھر وہ مدرسہ ہی کیوں نہ ہو وہاں لڑکیوں کا رہائش اختیار کرنا قطعاً جائز نہیں۔ اسلام کا اصل مقصد مال و جان اور عزت و آبرو کی حفاظت ہے۔[32]

غیرت کے نام پر قتل سے متعلق اردو فتاویٰ جات

آج پاکستان میں آئے روز ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جب کسی نہ کسی مرد اور بالخصوص عورت کو موردِ الزام ٹھہرا کر بے دردی سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس قبیح عمل کو قبائلی رسم و رواج اور علاقائی روایات کی آڑ میں تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ تعلیم اور شعور کے اس زمانے میں وقوع ہونے والی ان جاہلانہ رسوم اور قبیح روایات کے پس منظر میں جہاں مردوں کی نفسانی خواہشات، ذاتی رنجشیں، طمع و حرص اور لالچ سمیت دیگر کئی مذموم مقاصد کار فرما ہیں تو وہاں ملک میں بڑھتی ہوئی عریانی و فحاشی، آزادی نسواں کی فریب کاری، میڈیا کی یلغار، مغربی تہذیب سے متاثرہ ذہنیت اور این جی اوز کا بڑھتا ہوا اثر و رسوخ بھی ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری نسل نو میں اخلاقی بگاڑ اور بے حیائی عام ہو رہی ہے۔

علمائے مفتیان نے اپنے اجتماعی فتوے میں غیرت کے نام پر عورت کے قتل کو ایک غیر اسلامی فعل اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ فتویٰ میں یہ بھی کہا گیا کہ غیرت کے نام پر قتل کرنے کو جائز سمجھنا کفر کے زمرے میں آتا ہے۔

علمائے کرام کہتے ہیں کہ شریعت میں بالغ لڑکی کو اپنی پسند سے شادی کرنے کا حق ہے۔ دین اسلام غیرت کے نام پر قتل جیسے بُرے فعل کی مذمت کرتا ہے۔

اگر کسی نے غیرت کے نام پر قتل کیا تو اس نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ مجرم کو سزا دینا عدالت کے ذمے ہے، اگر وہ وہ سزا کی مستحق تھی تو عدالت کے ذریعے اس کو سزا دینی چاہیے تھی۔[33]

حکومت کو چاہیے کہ غیرت کے نام پر قتل اور خواتین کو جلانے سے متعلق سخت قوانین بنائے جائیں۔ اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے والوں کے لیے سخت سزا مقرر کی جائے۔ غیرت اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے لیکن جو اقدام ہو گا یا اس سے متعلق جو بھی کاروائی ہو گی

وہ قانون اور ضابطے کے تحت ہو گی۔ لیکن بد قسمتی سے حکمران ہی نظامِ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ در حقیقت اس وقت غیرت کے نام پر قتل ہماری معاشرتی کمزوری بنی ہوئی ہے۔ لوگ اس قسم کے قتل کو اسلام کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ غیرت فطرت انسانی میں شامل ہے لیکن قانون کے مطابق اس کا استعمال کب ہو گا؟ یہ تب ہو گا جب اسلامی قوانین نافذ ہوں گے۔ ایک مرتبہ جب اسلامی قانون نافذ ہو جائے گا تو پھر معاشرے میں لوگ غیرت کے غلط استعمال سے رُک جائیں گے۔[34]

جبری شادی سے متعلق فتاویٰ جات

دین اسلام میں نکاح ایک مقدس رشتہ اور عبادت ہے جس کے ذریعے مرد وعورت کے درمیان محبّت والفت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ بیوی اپنے شوہر کے لیے سکون واطمینان کا ذریعہ، اس کے رنج وغم میں شریک اور اس کی رفیقہ حیات ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً"[35]

"اور اس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہارے لیے تمہارے جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کروان سے اور پیدا فرمادی تمہارے درمیان محبّت اور رحمت۔"

دین اسلام نے نکاح کے سلسلے میں نہ تو بالغ لڑکیوں کو آزاد رکھا ہے کہ وہ جہاں چاہیں اولیاء کی مرضی اور رضا کے بغیر نکاح کرلیں اور نہ اولیاء کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ بالغ لڑکیوں کی اجازت ورضامندی کے بغیر زبردستی ان کا نکاح کردیں، بلکہ نکاح کی مصلحت اس میں ہے کہ یہ رشتہ باہمی رضامندی سے انجام پائے۔ احادیث مبارکہ میں لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لاَ تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلاَ تُنْكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ،وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ:أَنْ تَسْكُتَ"[36]

"بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور بکر (کنواری لڑکی) کا بھی نکاح بغیر اجازت کے نہ کیا جائے۔ صحابہ کرام نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کنواری لڑکی کی اجازت کیسے معلوم ہو گی؟ فرمایا اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔"

آپ ﷺ کی خدمت میں جب بھی کسی لڑکی کی مرضی کے خلاف نکاح کا معاملہ پیش کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس نکاح کو منسوخ قرار دیا اور بعض اوقات اس لڑکی کو اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو رکھ لے اور چاہے تو انکار کردے۔ آپ ﷺ کی سنّت سے ہمیشہ جبری شادی کا رد ملتاہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ:"جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبِي وَنِعْمَ الْأَبُ هُوَ، خَطَبَنِي إِلَيْهِ عَمُّ وَلَدِي فَرَدَّهُ، وَأَنْكَحَنِي رَجُلًا وَأَنَا كَارِهَةٌ. فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِيهَا، فَسَأَلَهُ عَنْ قَوْلِهَا، فَقَالَ: صَدَقَتْ، أَنْكَحْتُهَا وَلَمْ آلُهَا خَيْرًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا نِكَاحَ لَكِ، اذْهَبِي فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ"[37]

"حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میرے چچازاد بھائی نے نکاح کا پیغام بھیجا لیکن میرے والد نے انکار کردیا اور میرا نکاح ایسے شخص سے کردیا جو مجھے پسند نہیں، پس

آپ ﷺ نے اس کے والد کو بلوایا اور اس سے متعلق اس سے دریافت کیا، پس اس نے کہا اس نے سچ کہا میں نے اس کا نکاح کیا ہے اور خیر کا ارادہ نہیں کیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا نکاح نہیں ہوا، جاؤ اور جس سے چاہو نکاح کر لو۔"

مذکورہ بالا حدیث میں واضح الفاظ میں جبری نکاح کو رد کیا گیا ہے اور بالغ لڑکی کو نکاح میں اختیار دیا گیا ہے۔

شریعت میں جبری شادی کا تصور نہیں پایا جاتا۔ جب تک لڑکا لڑکی نکاح پر راضی نہ ہوں نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر لڑکا اور لڑکی دونوں میں سے کوئی ایک انکار کر دے تو نکاح فاسد ہے۔

خلاصہ بحث:

دین اسلام خواتین کے حقوق کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ صنفی برابری سب سے پہلے آپ ﷺ نے اپنے معاشرے میں اپنائی۔ اسلام نے نہ صرف عورت کو عزّت دی بلکہ ان کے حقوق کا تحفظ بھی فراہم کیا۔ اسلام خواتین کو معاشی، معاشرتی، علمی اور سماجی لحاظ سے امپاور کرتا ہے۔ اگر عورت کی تعلیمی صورتحال کو دیکھا جائے تو عصر حاضر میں ماضی کے اعتبار سے بہت حد تک بہتری آئی ہے۔ تعلیمی لحاظ سے مردوں کی بہ نسبت خواتین میں تعلیم کا تناسب زیادہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی لحاظ سے کچھ منفی چیزیں بھی مغربی تہذیب سے شامل ہوئی ہیں۔ دین اسلام میں خواتین کو جو حقوق حاصل ہیں وہ کسی اور مذہب کی عورت کو حاصل نہیں۔ اسلام نے عورت کو ہر روپ(ماں، بہن، بیٹی، بیوی) تقدس اور عزّت عطاء کی ہے۔ عصر حاضر میں خواتین کو بے شمار معاشرتی مسائل کا سامنا ہے اور فقہاء کرام نے ان کا حل بھی پیش کیا ہے۔ جیسا کہ مخلوط تعلیمی نظام یعنی لڑکے اور لڑکیوں کا ایک ساتھ ایک ہی تعلیم ادارے میں تعلیم حاصل کرنا، آیا یہ اسلام کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ فقہاء نے بامر مجبوری (یعنی مجبوری کی حالت میں، مثلاً مخلوط تعلیمی ادارے کے علاوہ کوئی اور ادارہ نہ ہو یا کوئی اور مجبوری ہو) چند احتیاطی تدابیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اپنی حدود کا خیال رکھتے ہوئے مخلوط تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کا بغیر محرم کے ہاسٹل میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا۔ اس کے بارے میں فقہاء یہ کہتے ہیں کہ اگر ہاسٹل کا ماحول تحفظ مہیا کرتا ہے اور اس میں لڑکی کی عصمت وعزّت محفوظ ہے تو پھر ہاسٹل میں رہ کر تعلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سفارشات:

- آج ہمارے ملک میں خواتین کی ایک کثیر تعداد گھر کی ذمہ داریوں کے علاوہ دیگر معاشرتی ذمہ داریاں بھی نبھاتی ہے اور اپنے گھریلو کام کاج سے وقت نکال کر درس وتدریس جیسے شعبوں میں اپنی خدمات سرانجام دیتی ہیں۔ خواتین کی یہ اعلیٰ خدمات اس بات کی متحمل ہیں کہ ان کو قانونی تحفظ حاصل ہو، انہیں کوئی ہراساں نہ کر سکے اور وہ پُرامن طریقے سے اپنی خدمات سرانجام دے سکیں۔
- ہمارے ملک میں قانون کی عدم فراہمی سے عورتوں کے خلاف جرائم میں زیادتی ہوئی ہے۔ اسلام کے مطابق عورت کو اپنا مال خود خرچ کرنے اور وراثت کا حق، مرضی کی شادی جیسے بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ ان قوانین پر عمل درآمد سے جرائم کا خاتمہ ہو گا۔
- خواتین کو ہراساں کرنے سے متعلق، بہتان تراشی سے متعلق اور ان پر زیادتی سے متعلق قرآن واحادیث میں قوانین موجود ہیں، ان پر عمل درآمد سے عورت کو تحفظ حاصل ہو گا۔

- خواتین کے حقوق کے لیے کام کرنے والے ادارے اور تنظیمیں اگر مہنگائی کے خاتمے، جہالت کے خاتمے اور علاج کے لیے بنیادی اور بہترین سہولیات مہیا کرنے پر زور دیں اور حکومت کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلائیں تو خواتین کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔
- حکومت خواتین کے قتل کو روکنے کے لیے مؤثر قانون سازی کرے۔
- تعلیمی اداروں میں خواتین کو اس طرز کی تعلیم دی جائے کہ وہ اسلام کے عطاء کردہ حقوق و فرائض سے آشنا ہوں اور ان کو ادا کریں۔
- عورت پر تشدّد، زیادتی، قتل وغارت، ہراساں کرنا ان جیسے جرائم کی روک تھام کے لیے اقدامات کیے جائیں۔
- تعلیمی اداروں اور خواتین کی ملازمت کی جگہوں سے اختلاط کو ختم کیا جائے۔
- خواتین کو امّہات المؤمنین اور صحابیات کے اسوہ سے روشناس کرایا جائے۔

حوالہ جات:

---

[1] الاحزاب 33:(33)، 34
Al-Ahzab (33):33,34

[2] الاحزاب (33):59
Al-Ahzab (33):59

[3] النور (24):31
Al-Noor (24): 31

[4] الاحزاب (33):53
Al-Ahzab (33):53

[5] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث نمبر 5232
Al-Bukhāri, Abu ‘AbdulÍah Muhammad bin Ism‘āil, Al-Jama'i al-Sahih (Dár Tùq al-Najat, 1422 AH), Hadith No. 5232

[6] أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل (مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ھ - 2001م) حدیث نمبر 14651
Abu ‘AbdulĪāh Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, Musnad of Imám Ahmad bin Hanbal (Mòssassah Al-Rísala, Al-Tabā: Al-Awla, 1421 AH - 2001 AD) Hadith No. 14651

[7] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، المسلم الصحیح (دار إحياء التراث العربي- بیروت س ن)، حدیث 2741
Al- Muslim bin al-Hajáj Abu al-Hasan al-Qashíri al-Nisaburi, al-Muslim al-Sahih (Dár Ihya-al-Taráth al-‘Arabi – Beìrut s.n.), Hadith no 2741

[8] عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، فتاویٰ برائے خواتین (لاہور: دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز، 1416ھ)، ص 312
‘Abdul ‘AzÍz bin ‘AbdulÌah bin Baz, Fatwa for Women (Lahore: Dár- Al-Salám Publishers and Distributors, 1416 AH), p. 312

---

[9]النور(24):30

Al- Noor (24):30

[10]النور(24):31

Al-Noor (24):31

[11]دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی، فتویٰ نمبر:70271،2020-10-15،

https://darulifta.info/d/jamiaturrasheed/fatwa/yoC

Dár-ul-Ifta Jami'a Al-Rashìd Karáchi, Fatwa No:70271, 15-10-2022,

[12]الترمذی، محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی، سنن الترمذي (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي، الطبعۃ: الثانیۃ، 1395ھ -1975م) حدیث نمبر1171

Al-Tirmidhi, Muhammad bin 'Ìsa bin Sawrah bin Músa, Sunan al-Tirmidhi (Egypt: Sharjah Al-Muktaba wa Mataba Mustafa Al-Babi Al-Halabi, Al-Tabbah: 1395 AH - 1975 AD) Hadith No. 1171

[13]ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، الطبعۃ: الثانیۃ، 1412ھ -199م)، 6/367

Ibn 'Abidìn, Muhammad Amin Ibn 'Umar Ibn 'Abd al-'Aziz, Rad-al- Mukhtár 'Al-Dur al-Mukhtar (Beirut: Dár al-Fikr, Edition: Second, 1412 AH - 199 AD), 6/367

[14]ایضا، 6/369

'Ibn 'AbidÍn, Muhammad Amin bin 'Umar bin 'Abd al-'Aziz, Rad al-Mukhtar 'Ali al-Dur al-Mukhtár, 6/369

[15]فتویٰ نمبر:144001200324، دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

https://www.banuri.edu.pk/readquestion/

Dár-ul-Ifta: Jamia 'Ulòm-e-Islamia 'AÌama Muhammad Yousaf Banori Town, Fatwa No:144001200324, https://www.banuri.edu.pk/readquestion/

[16]الزمر (39):9

Al-Zumar (39):9

[17]الطبرانی، سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر، المعجم الکبیر (القاہرہ: مکتبۃ ابن تیمیۃ، 1994ء)، حدیث نمبر10447

Al-Tabaráni, Suláman bin Ahmad bin Aýub bin Mutair, Al-Mu'jam al-Kabìr (Cairo: Ibn Taymiýah Library, 1994), Hadith No. 10447

[18]البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر98

Al-Bukhári, Al-Jama'i al-Sahih, Hadith No. 98

[19]ابن ماجۃ أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ (دار إحیاء الکتب العربیۃ - فیصل عیسی البابي الحلبي، س ن)، حدیث نمبر1956

Ibn Majah Abu 'AbdúAllah Muhammad bin Yazid Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah (Dár ehýa-el- Kutub Al-'Arabiýa - Faisal 'Isa Al-Babi Al-Halabi, Sunan), Hadith No. 1956

[20] ابو داؤد، سلیمان بن الأشعث بن إسحاق، سنن أبي داود (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، صیدا س ن)، حدیث نمبر 1452
Abu Dawúd, Sulaíman bin Al-Asha'th bin Ishaq, Sunan Abi Dawùd (Beìrut: Al-Maqtabah Al-'Asriýah, Saida, Hadith No. 1452)

[21] الاحزاب (33):21
Al-Ahzab (33): 21

[22] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 101
Al-Bukhàri, Al-Jama'i al-Sahih, Hadith No. 101

[23] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 224
Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, Hadith No. 224

[24] ابن سعد، أبو عبد اللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبری (بیروت: دار الکتب العلمیۃ–بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1410ھ - 1990 م)، 19/2
Ibn Sa'd, Abu'AbdúAllah Muhammad bin Sa'd, The Great Classes (Bèirut: Dár Al-Kutub Al-'Elamiya - Beirut, Al-Tabbah: Al-Ulwa, 1410 AH - 1990 AD), 2/19

[25] المسلم، الصحیح المسلم، حدیث نمبر 1812
Al-Muslim, Al-Sahìh Al-Muslim, Hadith No. 1812

[26] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 1086
Al-Bukhàri, Al-Jama'i al-Sahih, Hadith No. 1086

[27] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 3595
Al-Bukhàri, Al-Jama'i al-Sahih, Hadith No. 3595

[28] فتاویٰ علمائے حدیث، جلد نمبر 9، 2013، 02، 13۔
Fatawa 'Ulàma Hadith, Volume No. 9, 13, 02, 2013.

[29] النور (24):30
Al-Noor (24):30

[30] النور (24):31
Al-Noor (24):31

[31] ابو بکر بن أبي شیبۃ، عبد اللہ بن محمد، المصنف (الریاض:: مکتبۃ الرشد، الطبعۃ: الأولی، 1409ھ)، حدیث نمبر 25341
Abu Bakr bin Abi Shaìba, 'AbdulÍah bin Muhammad, Al-Musnaf (Riyadh:: Maktabah al-Rashid, Al-Tabbah: Al-Ulwa, 1409 AH), Hadith No. 25341

[32] فتاویٰ علمائے حدیث، جلد نمبر 9، 2013، 02، 13۔ تاریخ اشاعت: 27 دسمبر 2016ء۔
Fatáwa'Ulàma Hadith, Volume No. 9, 13, 02, 2013. Date of publication: 27 December 2016.

[33] https://thefatwa.com/urdu/questionID/2877

[34] سید باچا آغا صاحبزادہ، سیاہ کاری کی رسم اور اسلامی تعلیمات (کوئٹہ: مکتبۃ الحفاظ جامعہ راحت القلوب وخانقاہ یعقوبیہ، 2009ء)، ص 57

Saýed Bacha Agha Sahibzáda, The Ritual of Blackening and Islamic Teachings (Queta: School of Conservation, Jami'a Rahat-ul-Qulúb and Khanqah Y'aqúbia, 2009), p. 57

[35]الروم(30):21

Al-Room (30):21

[36]البخاری،الجامع الصحیح،حدیث نمبر5136

Al-Bukhari, Al-Jama'i al-Sahih, Hadith No. 5136

[37]أبو عثمان سعید بن منصور، سنن سعید بن منصور(الدار السلفیة–الهند الطبعة:الأولی،1403ھ- -1982م)،حدیث نمبر568

Abu 'Uthmàn Sa'éd bin Mansór, Sunan Sa'èd bin Mansòr (Al-Dàr al-Salfiýah - Al-Hind al-Tabah: Al-Awlah, 1403 AH-1982 AD), Hadith No. 568